اہل سنت کا بیڑا پار ہے اصحاب رسولؐ
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اہلبیتؑ اور اہل سُنّت

مصنف

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ چشتی

آستانہ عالیہ وجھواں شریف حافظ آباد



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل بیت اور اہل سنت

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسولؐ

خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسولؐ

گناہ بندہ بخش اے خدائے آلِ رسولؐ

برائے آلِ رسول از برائے آلِ رسول

(امام احمد رضا بریلوی)



فرمانِ مصطفیٰ ﷺ

اپنی اولاد کو تین عادتیں سکھاؤ نبی کی محبت،

قرآن کی قرأت اور اہل بیت کی محبت



حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی

آل پاک کے ساتھ ایک دن کی محبت ایک سال کی

عبادت سے افضل ہے



اھل سنت کا بیڑا پار ھے اصحاب رسول

نجم ھیں اور ناؤ ھے عترت رسول اللہؐ کی

اہل بیت اور اہل سنت



مصنف

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ چشتی

آستانہ عالیہ وجھوان شریف (حافظ آباد)

ناشر: نوری بک ڈپو، لاھور

نام کتاب	:	....	اہل بیت اور اہل سنت
مصنف	:	....	صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ چشتی
ناشر	:	....	نوری بک ڈپو لاہور
قیمت	:	....	روپے

Generated by CamScanner

تقریظ

ازِ قلم

نحمدہٗ و نصلی وَنُسلم علی رسولہ الکریم وَ علی آلہٖ
وَاصحابہٖ اجمعین
امابعد
میں نے فاضل نوجوان پیر سید فیض الحسن شاہ صاحب آستانہ عالیہ وجھواں شریف کی تصنیف کردہ کتاب اہل بیت اور اہل سنت کا حرفاً حرفاً بغور مطالعہ کیا ہے۔ الحمد للہ کتاب کو عقائد اہل سنت کے مطابق پایا ہے۔
اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی اس سعی جمیلہ کو قبول و منظور فرمائے اور ہم سب کے لئے باعث خیر و برکت بنائے۔

آمین وثمہ آمین

علامہ منظور احمد صاحب قادری
صدر مدرس دارالعلوم چشتیہ نظامیہ رضویہ منڈی سکھیکی
ضلع حافظ آباد

انتساب

اُن محبان اہل بیت
کے نام جنہوں نے
اپنی ساری زندگی اہل بیت
کا درس دیا اور خود بھی عملی نمونہ بن
کر دکھایا

فہرست

شان اہل بیت

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہلبیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہلبیت

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمان اہلبیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبریل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر وشان اہلبیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہلبیت

اے شباب فصل گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستان اہلبیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبان اہلبیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت سے تڑپے بے زبان اہلبیت

باغ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوب خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگان اہلبیت

گھر لٹاتا جان دنیا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہلبیت

سر شہیدان محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شان اہلبیت

دولت دیدار پائی پاک جائیں بیچ کر
کربلا میں خوب چمکی دکان اہلبیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کون سی بستی بسائی اے تاجران اہلبیت

اہلبیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دو اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہلبیت

(حضرت حسن رضا بریلوی)



الحمد للہ رب العالمین

الصلوۃ و اسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی اله الطیبین اطاهرین و اصحابه اجمعین

اما بعد

رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ اس نے بندہ ناچیز کو ہمت عطا فرمائی اپنی کم علمی کے باوجود قلم کے ذریعے سے دربار اہلبیت آستانہ عترت رسولؐ اور کاشانہ خاندان نبوت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اور امید ہے کہ وہ اپنی غریب نوازی اور بندہ پروری کے مطابق ضرور شرف قبولیت سے نوازیں گے۔

مجھ سے پہلے بڑے بڑے ذیشان علماء کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مقام اہلبیت کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ایسے میں میرا اس موضع پر لکھنا ایسا ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا لیکن میری اس کاوش کا مقصد یہ ہے کہ جب قیامت کے دن اہلبیت رسول کے فضائل پر لکھنے والوں کو بلایا جائے تو مجھے بھی یہ سعادت عظیمہ نصیب ہو کہ آقاؐ اپنی بارگاہ سے پروانہ نجات عطا فرما دیں اور خارجی عناصر نے اہلبیت کے متعلق جو گستاخانہ لٹریچر پھیلا رکھا ہے زیادہ نہیں تو اپنے حلقہ

اثر تک ہی اس کا دفاع کیا جا سکے مگر اس سے قبل چند امور وضاحت طلب ہیں۔

وہ یہ کہ کچھ لوگ اہلبیت کی محبت میں شرعی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں اور اسی محبت میں ڈوب کر اصحاب رسول سے عداوت رکھتے ہیں ان کو روافض کہا جاتا ہے اور کچھ لوگ صحابہ کے تو عقیدت مند ہیں مگر انہوں نے اپنی محبت میں غلو سے کام لیتے ہوئے اہلبیت سے عداوت کی وہ خارجی کہلائے۔ درست عقائد نہ روافض کے ہیں نہ خارجیوں کے بلکہ صحیح عقیدہ اہلسنت و الجماعت کا ہے یہی وہ جماعت ہے جو صراط مستقیم پر گامزن ہے یہی وہ جماعت ہے جس نے افراط و تفریط سے پاک درمیانے راستے کو اختیار کیا ہوا ہے اسی لیے اہلسنت و الجماعت اہلبیت سے محبت بھی کرتے ہیں اور حضورؐ کے تمام صحابہ کے ساتھ بالعموم اور خلفاء راشدین اور ازواج مطہرات سے بالخصوص محبت اور عقیدت رکھتے ہیں کیونکہ نبی کریمؐ نے فرمایا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

(1) تم میرے صحابہ کی تکریم کرو پس وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں۔

(2) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں ان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (ترمذی)

(3) حضرت ابن عمر کو پاک نبیؐ نے ارشاد فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں تو تم کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مشکوۃ)

(4) عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد اصحاب کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اس نے میری طرف وحی بھیجی اور کہا اے محمدؐ بے شک تیرے تمام صحابہ میرے ہاں آسمان کے ستاروں کے مرتبہ پر فائز ہیں ان میں سے بعض بعض پر قوی تر ہوتے ہیں لیکن روشنی ہر ایک میں ہے جس نے ان کے اختلاف میں سے جس میں وہ ہوں کچھ لیا تو وہ میرے ہاں ہدایت پر ہوگا۔

(مشکوٰۃ)

(5) رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اور پاک نبیؐ کے ان ارشادات عالیہ سے صحابہ کی عظمت و شان اور اللہ کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ ان کا اختلاف اللہ کے ہاں ان کے مقام میں کمی نہیں کرتا کیونکہ حضورؐ کے تمام صحابہ عادل ہیں اور مجتہد کے مقام پر فائز ہیں اور مجتہد کی خطا پر بھی ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

دوستو!

جب اللہ رب العزت نے ان کے اختلاف کو غصب کی نظر سے نہیں دیکھا تو ہم ان پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے والے کون ہوتے ہیں اور محبت اہلبیت میں افراط (حد سے بڑھ جانا) سے کام لیتے ہوئے صحابہ کی

ہجو کرنا اہل ایمان اور اہل محبت کو زیب نہیں دیتا فرمان مصطفیٰ ﷺ کو یاد رکھیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ

لکل شیء اساس وَ اساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ و اھلبیتہ

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد حضور ﷺ کے اصحاب اور اہل بیت کی محبت ہے اور ان کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔

اور اسی طرف مصطفیٰ کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ

اثبتکم علی الصراط اشد کم حبا لاھل بیتی و اصحابی

کہ تم میں سے قیامت کے دن پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ رہے گا جو میرے اصحاب اور اہلبیت سے زیادہ محبت کرنے والا ہوگا۔

ان ارشادات سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ جس طرح محبت اہل بیت لازمی امر ہے بالکل اسی طرح حب اصحاب بھی لازم ہے۔

قارئین کرام!

قابل غور بات یہ ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کرام کو آسمان کے ستارے کہا اور اہلبیت کو کشتی نوح قرار دیا ہے

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں ہے

شک انہوں نے فرمایا جبکہ وہ کعبہ کے دروازے کو پکڑے ہوئے تھے کہ میں نے نبی کو فرماتے ہوئے سنا خبردار میرے اہلیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ کی سب سے جامع تشریح کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔

قال امام فخر الدین رازی فی تفسیره نحن معاشر اهل السنة بحمد الله رکبنا سفینة محبت اهلبیت و اهتدینا بنجم الهدی اصحاب النبیؐ فنزرجو النجاة من اهوال القیمة و درکات الجهیم. و توضیحه ان من لم یدخل السفینة کاالخوارج هلک مع الهالکین فی اول وهلة ومن دخلها ولم یهتدالنجوم الصحابة کالروافض ضل وقع فی ظلمات لیس بخارج منها

(حاشیہ مشکوۃ شریف)

ترجمہ: امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ بے شک ہم اہلسنت و الجماعت محبت اہلبیت کی کشتی میں سوار ہیں اور اللہ کے فضل سے صحابہ کرامؓ جو ہدایت کے ستارے ہیں ان سے ہدایت پاتے ہیں اور قیامت کے روز اس سے قیامت کی سختیوں اور دوزخ کی حولناکیوں سے نجات کے امیدوار ہیں وضاحت اس کی یہ ہے کہ جو کشتی محبت اہلبیت میں سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگا خوارج کی طرح اور

جو محبت اہلبیت کی کشتی میں تو بیٹھا لیکن ہدایت کے ستاروں یعنی صحابہؓ سے رہنمائی نہ لی تو روافض کی طرح وہ گمراہ ہوا اور کفر کے اندھیروں میں جا گرا ہمیشہ کے لیے۔۔

اور حضور ضیاالامت پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ یہ شرف اہلسنت والجماعت کو ہی حاصل ہے کہ اہلبیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں، اور ہماری نگاہیں صحابہ کرامؓ کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں ہم زندگی کے سمندر کو آزمائشوں اور تکلیفوں کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے اس روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت نے

اہلسنت کا بیڑہ پار ہے اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

یعنی اہلسنت کا بیڑا ضرور سلامتی کے ساتھ کنارے لگے گا، کیونکہ یہ محبت اہلبیت کی کشتی ہے اور صحابہ کرام اس کے راہ نما ہیں۔ ایک اور وضاحت طلب بات یہ ہے کہ کچھ لوگ اہلبیت کا مصداق صرف حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ اور حسنین کریمین کو ہی سمجھتے ہیں اور ازواج مطہرات کو اس اعزاز سے خارج سمجھتے ہیں۔

نوٹ: (اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اہل بیت سے ازواج مطہرات

کو نکالنے کی غلط کوشش کے پیچھے ان کے کیا مقاصد چھپے ہوئے ہیں کیونکہ یہ تو سیدھی سی بات ہے جو اہلبیت میں شامل ہے اس کی طہارت میں شک کرنا کفر ہے اس لیے ازواج مطہرات کی طہارت میں شک کرنا بھی کفر ہے لہذا انہوں نے اپنے غلط عقیدے کو بچانے کے لیے ازواج مطہرات کو اہلبیت سے نکالنے کی مذموم کوشش کی ہے مگر حق وصداقت کو نہ کوئی چھپا سکا ہے اور نہ ہی چھپا سکے گا۔)

اس کے لیے ہمیں سورہ احزاب کی اس آیت پر اور اس کے سیاق و سباق پر غور کرنا پڑے گا، جس میں اہل بیت کی طہارت کا بیان ہوا ہے آیت تطہیر سورۃ احزاب کی 30 نمبر آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما یریداللہ .... الخ

ترجمہ: اے نبی کے گھر میں رہنے والو اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم کو اس طرح پاک کرے جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس آیت کا سیاق اور سباق ازواج مطہرات کی فضیلت اور منقبت پر مشتمل ہے، تو درمیان والے حصہ سے ازواج مطہرات کو کیسے خارج کیا جا سکتا ہے، بلاشک و شبہ اس آیت کا سیاق و سباق اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ یہ درمیانی حصہ یعنی یہ آیت تطہیر بھی ازواج مطہرات کی فضیلت اور طہارت پر مشتمل ہے۔ جواب اس سوال کا کہ بیویاں تو مونث ہیں لیکن ضمیر مذکر کی کیوں لائی گئی، عربی میں لفظ کی رعایت ہوتی ہے معنی کی نہیں اس لیے لفظ اہل کے لفظ مذکر

ضمیر جمع مذکر کی لائی گئی ورنہ لفظ اہل معنأ ہونے کی رعایت کرتے ہوئے مونث ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ علیم وخبیر ہے اس کے علم میں تھا کہ جب میں پیارے محبوب کی بیویوں کی طہارت بیان کروں گا تو میرا محبوب اپنی محبت قلبی کے پیش نظر پیارے علیؓ اور صاحبزادی فاطمہؓ اور پیارے نواسوں کے لیے دعاء فرما کر انہیں بھی آیت تطہیر میں شامل فرما لے گا لہذا ضمیر وہ لائی جائے جو ازواج مطہرات علی المرتضیٰؓ فاطمہؓ اور حسین کریمین سب کو شامل ہو سکے کسی نے سچ کہا

فعل الحکیم یلا یخلو عن الحکمۃ

کہ حکیم کی کوئی بات بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ کہیں دوسرے مقامات پر اہلبیت سے مراد بیوی کو لیا گیا ہے مثلاً حضرت ابراہیم کی بیوی اور حضرت سارہ کو 90 سال کی عمر میں بیٹے کی بشارت دی گئی تو انہوں نے تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

آتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم و اھل البیت)

یہاں اہلبیت سے مراد حضرت سارہ ہیں جو حضرت ابراہیم کی بیوی ہیں یہاں بھی ضمیر کم کی ذکر کی گئی ہے۔

حضرت موسیٰ نے اپنی بیوی کو فرمایا انی انست نار العلی اتیکم منھا یہاں بھی ضمیر کم بیوی کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

لغت قرآنیہ کے مطابق کبھی کبھی ضمیر کم مونث کی تعظیم کے لیے بھی

استعمال ہوتی ہے اس ساری بحث کا ما حاصل یہ ہے کہ حضورؐ کی ازواج مطہرات بلا شک وشبہ اہلبیت میں شامل ہیں اور حضرت علیؓ سیدہ فاطمہؓ اور حسنین کریمین کو حضورؐ نے جب یہ آیت تطہیر نازل ہوئی تو حضرت ام سلمیٰؓ نے گھر بلا کر اپنی چادر میں چھپا لیا اور پھر دعا فرمائی اے اللہ یہ بھی میرے اہلبیت ہیں ان کو بھی رجس اور ناپاکی سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ سیدہ کا گھرانہ دعائے مصطفوی کے مطابق اور ازواج مطہرات نص قرآنی کے مطابق آیت تطہیر میں شامل ہیں اور یہی عقیدہ حق اور صراط مستقیم ہے یہ چند امور بطور مقدمہ ذکر کیے ہیں ان کی تفصیل میں علمائے کرام نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ان مختصر اوراق میں بندہ ناچیز نے اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق قرآن مجید احادیث نبویؐ سے مقام اہلبیت کو بیان کیا ہے اور اس کے بعد بزرگان دین، اکابرین امت سلف صالحین کے احوال اور واقعات کو پیش کیا ہے تاکہ عوام الناس اس بات سے مطلع ہوں کے ہمارے بزرگ اہلبیت سے کتنی محبت کرتے تھے اور اہلسنت و الجماعت کے نزدیک مقام اہلبیت کیا ہے اسی لیے میں نے اپنی اس مختصر تالیف کا نام اپنے عقیدہ کے مطابق اہل بیت اور اہل سنت رکھا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز کی اس کاوش کو اپنے حبیب کریمؐ اور آپ کی اہلبیت کے طفیل اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس کے فیوض و برکات میں میرے تمام اساتذہ کرام بالخصوص حضرت

علامہ مولانا نذیر احمد صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا منظور احمد صاحب قادری صدر مدرس درالعلوم چشتیہ نظامیہ رضویہ منڈی سکھیکی، سید رضا علی شاہ متعلم جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف اور تمام معاونین کو شامل فرمائے آمین ثم آمین۔

خادم الفقراءِ والعلماء سید فیض الحسن شاہ چشتی

آستانہ عالیہ وجھواں شریف حافظ آباد



اہل بیت رسول ﷺ اور قرآن

(1) قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبىٰ

(سورۃ شوریٰ)

ترجمہ: تم فرماؤ (اے محمدؐ) میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا قربت کی محبت (کنز الایمان شریف)

اس آیت پاک میں خداوند قدوس اپنے محبوب کریم کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے محبوبؐ اعلان فرما دیجئے کہ ہم نے تمہیں گمراہی اور ضلالت سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھایا ہے اور ہم تجھ سے حق تبلیغ یہ مانگتے ہیں کہ ہماری اہلبیت سے محبت کرو۔

جب صحابہ کرامؓ نے خداوند قدوس کا یہ بیان سنا تو بارگاہ مصطفیؐ میں التجا کی یارسول اللہ۔

☆ قیل یا رسول للہ من قرابتک ھؤلاء الذین و جبتْ علینا مودتھُم فقال علیؓ فاطمہ و ابناھما (تفسیر جالین ص 403)

ترجمہ: یارسول اللہؐ ہمیں فرماؤ کہ وہ کون سے قریبی ہیں جس کی محبت ہم

پر واجب کی گئی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ حضرت علیؑ اور سیدہ فاطمہؑ اور حسنین کریمین ہیں اس آیت کی تفسیر پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کس پیارے انداز میں خداوند کی طرف سے نبی کے کلمہ پڑھانے اور دولت ایمان عطا کرنے کا صلہ اور دنیا والوں کو ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانے کا بدلہ اور کفر و طغیان کے سمندر میں غوطہ کھانے والوں کو دین ایمان کا سہارا دے کر کنارے پر لگانے کا اجر محبت اہلبیت کی صورت میں طلب کیا ہے پھر اسی آیت مبارکہ کے پیش نظر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ کوئی مسلمان کلمہ پڑھتا ہے نماز ادا کرتا ہے حج کرتا ہے روزے رکھتا ہے مگر اس کے دل میں محبت اہلبیت نہیں تو اس کے کلمہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ ہی اس کے ایمان کی کوئی قیمت ہے، اور اگر مسلمانوں کے دلوں سے کسی وقت محبت اہلبیت نکل گئی تو نہ ان کا دین سلامت رہے گا نہ ہی ایمان۔

2- **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔** (سورہ الاحزاب)

ترجمہ: اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبیؐ کے گھر والوں کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں پاک کرے اور خوب ستھرا کر دے۔

(کنز الایمان)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو امام الانبیاء نے حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ اور حسن اور حضرت حسین کو بلایا جب چاروں نفوس قدسیہ حاضر ہو گئے تو حضور پاکؐ نے ایک طرف حضرت علیؓ دوسری طرف سیدہ فاطمہؓ اور گود میں حسنین کریمین کو بٹھایا اور اپنی شان مزمل کی حامل چادر کو ان کے گرد لپیٹ لیا اور فرمایا۔

اللّٰھُمَّ ھولاء اھل البیتی فازھب عنھم الرجس و مُطَھِرُ ھم تطھیراً ○

ترجمہ: اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہے ان ان سے ہر آلودگی کو دور کرو اور ان کو خوب پاکیزہ فرما دے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہے کہ ایک صبح کو حضور اکرمؐ باہر نکلے جبکہ آپؐ نے سیاہ منقش بالوں والی چادر اوڑھ رکھی تھی حضرت حسن آئے آپ نے ان کو چادر میں داخل کر لیا پھر حسین آئے ان کو ان کو ان کے ساتھ داخل فرما لیا پھر فاطمہؓ آئیں ان کو بھی داخل فرما لیا پھر حضرت علیؓ آئے ان کو بھی داخل فرما لیا پھر فرمایا اے اہل بیت اللہ تو چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے۔ (مسلم شریف)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ام المومنین ام سلمیٰؓ کے گھر میں نازل ہوئی تو ام سلمیٰؓ نے عرض کی۔

3- انا مَعَکُمَ یارسول اللہ فقال انک علی خیر

(تفسیر جلالین ص 354)

(3) فقل تعالو ندع ابناء نا و ابناء کم ونساء ناو نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین

(آل عمران)

ترجمہ: ان سے فرماؤ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(کنزالایمان شریف)

اس آیت مبارکہ کو آیت مباہلہ کہتے ہیں مباہلہ کی لغوی تعریف یہ ہے کہ کافر و مسلم کا اظہار حق کے لیے ایک دوسرے کے حق میں بربادی اور لعنت کی دعا کرنا۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ نجران کے عیسائی نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت عیسیٰ کے خدا کا بیٹا ہونے میں بحث کرنے لگے تو نبی کریمؐ نے اللہ کی توحید اور حضرت عیسیٰ کا اللہ کا بندہ ہونے کے دلائل بیان فرمائے مگر جب عیسائیوں نے ان دلائل کو تسلیم نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب ان سے فرما دیجئے کہ ہم اپنے بال بچے لے کر اور تم اپنے بچے لے کر کسی کھلے میدان میں چلے آتے ہیں اور مباہلہ کرتے ہیں اور جو فریق جھوٹا ہو گا اللہ اس کو نیست و نابود کر دے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔

اور حضور اکرمؐ امام حسینؓ کو اٹھائے حضرت حسن کو انگلی سے پکڑے اور حضورؐ کے پیچھے خاتون جنت اور ان کے پیچھے حیدر کرار آ رہے ہیں اور پھر حضورؐ نے وفد نجران کو مباہلہ کی دعوت دی جب انہوں نے یہ نورانی چہرے دیکھے تو ان کے اسقف لاٹ پادری نے کہا اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو تمہارا نام ونشان تک مٹ جائے گا پھر انہوں نے مشورہ کرنے کے لیے مہلت طلب کی پھر دوسرے دن مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور صلح کر لی۔

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جب اس قافلہ نور کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو عیسائیوں کے ایک سردار نے اپنے ساتھیوں سے اٹھ کر کہا اے گروہ نصاریٰ میں جن صورتوں کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ دعا کر دیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو یقیناً ہٹ جائیں اور اگر انہوں نے بددعا کر دی تو قیامت تک دنیا پر کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا عیسائی اپنے سردار کی بات سن کر مباہلے سے رک گئے۔

حضور پاکؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے اگر ہم ان پر لعنت کر دیتے تو ان کی شکلیں مسخ ہو جاتیں ان کا شہر نجران تباہ ہو جاتا وہاں کے رہنے والے جل جاتے اور

آگ کی ایسی بارش ہوتی کہ درختوں پر پرندے بھی جل جاتے اور ایسی بارش ہوتی کے تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

بعض لوگوں نے یہاں پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرتؐ کی صرف ایک بیٹی تھی ورنہ دوسری صاحبزادیاں بھی مباہلہ میں شریک ہوتیں تو ان سے صرف اتنی گزارش ہے کہ تاریخ کی تمام معتبر کتابیں ناسخ التواریخ اور کافی وغیرہ میں موجود ہے کہ حضورؐ کی چار صاحبزادیاں تھی اور اس روز خاتون جنت کا اکیلا تشریف لانا اس وجہ سے تھا باقی صاحبزادیاں انتقال فرما چکیں تھیں حضرت رقیہؓ نے 2 ہجری میں حضرت زینبؓ نے 8 ہجری میں اور سیدہ کلثومؓ نے 9 ہجری میں انتقال فرمایا اور یہ واقعہ 10 ہجری کا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن)

4- ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنو صَلّو علیہ وسلمو تسلیما. (الاحزاب)

ترجمہ: بے شک اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والوتم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو

(کنزالایمان شریف)

نوٹ

درود شریف میں آل اصحاب کا ذکر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل و اصحاب کے ذکر کے بغیر درود مقبول نہیں ہے (حاشیہ کنز الایمان) کعب

سے صحیح روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ آپ کو کیسے سلام کرنا چاہیے ہم آپ پر درود کیسے بھیجا کریں آپ نے فرمایا تم کہا کرو اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد پس نزول آیت کے بعد اس کے سوال کا یہ جواب دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیت میں صلوۃ کا حکم آپ کی اہلیت اور بقیہ آل کے لیے ہے اور اگر یہ مفہوم مردانہ ہوتا تو وہ اہلبیت اور آپ پر صلوۃ کے بارے میں نزول آیت کے بعد سوال نہ کرتے اور نہ ہی ان کو ایسا جواب ملتا جیسا دیا گیا ہے اور جب ان کو جواب دیا گیا تو پتہ چلا کہ ان کو جو احکام دیے گئے ہیں ان میں ان پر صلوٰۃ پڑھنے کا بھی حکم ہے اور حضور نے اس بات میں ان کو اپنا قائم مقام بنایا ہے کیونکہ آپ پر صلوۃ پڑھنے کا مقصد آپ کی مزید تعظیم کرنا ہے اور اس نے ان کی بھی تعظیم ہو گی ایک دفعہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ان کو چادر میں داخل فرمایا اور کہا یا اللہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں پس تو اپنی صلوۃ رحمت، مغفرت اور رضا مندی مجھے اور انہیں عطا فرما اور دعا کی قبولیت کا معیار یہ بتایا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ ساتھ اہلبیت پر بھی صلوۃ وسلام بھیجا ہے اور اس وقت مومنین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بھی آپ کے ساتھ ان پر بھی درود بھیجا کریں۔

روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر صلوۃ بتراء نہ بھیجا کرو تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلوۃ بترا کیا ہے تو فرمایا تم کہتے ہو اللھم صلی علی محمد اور رک جاتے ہو بلکہ کہا کرو اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد (الصواعق المحرقہ)

اور اسی آیت کے مفہوم کو امام شافعی نے خوبصورت انداز میں اپنے اشعار کے اندر رقم کیا ہے فرماتے ہیں۔

یا آل بیت رسول اللہ حبکم

فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم الفخر انکم

من لم یصلی علیہ لا صلوۃ لہ

ترجمہ: اے اہلبیت رسول آپ کی محبت کو اللہ نے ہمارے اوپر قرآن کے ذریعے واجب کر دیا ہے اور آپ کو اتنی بڑی سعادت ملی ہے کہ جو آدمی نماز میں تم پر صلوۃ نہ پڑھے اس کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی (الشرف المؤبد)

5- واعتصمو بحبل اللہِ جمیا ولا تفرقوا (آل عمران)

ترجمہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور الگ الگ نہ ہو۔

صواعق المحرقہ میں ہے کہ حبل اللہ سے مراد اہلبیت مصطفیٰ ہیں ان کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے۔

6- یُوفُونَ بالنذر و یخافون یوماً کان شرّہ مستطیراُو یطعمون الطعامَ علی حُبہِ مسکینًا و یتیماً و اسیراً (سورہ دہر)

ترجمہ:

امام المفسرین عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت علیؑ سیدہ فاطمہؑ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے اور خادمہ کے بارے میں نازل

ہوئی حسین کریمین بیمار ہوئے تو گھر والوں نے صحت مند ہونے پر 3 روزوں کی منت مانی صحت مند ہونے کے بعد سب نے روزے رکھنے شروع کر دیے پہلا روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو دروازے پر ایک مسکین نے صدا دی تمام کھانا اس کو دے دیا گیا دوسرے روز روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو دروازے پر یتیم نے سوال کر دیا تمام کھانا اس کی جھولی میں ڈال دیا گیا تیسرے روز ایک قیدی نے سوال کیا تمام کھانا اس کے حوالے کر دیا گیا ان تین ایام میں گھر والوں نے پانی کے ساتھ روزہ افطار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں کرتے ہوئے اہلبیت کی خیرات کے انداز کو دوام بخش دیا۔

6- سلامٌ علی الیاسین

سید المفسرین ترجمان القرآن حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کہ آیت مبارکہ میں آل یاسین سے مراد اہلبیت رسولؐ ہیں (صواعق المحرقہ)۔

7- ولسوف یعطیک ربک فترضی

قرطبی نے نے سید المفسرین ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے آیت ولسوف یعطک ربک فترضی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضورؐ انور سید دو عالم اس بات پر اللہ سے راضی ہوئے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

(سوانح کربلا، صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی)



اہل بیت اور احادیث مصطفیٰ ﷺ

(1) حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے لے کر چہرے تک نبی کریم ﷺ کی کامل تشبیع ہو تو وہ حسنؓ بن علیؓ کو دیکھ لے اور جو گردن سے ٹخنے تک رنگت اور صورت دونوں میں حضورؐ نبی اکرم کی سب سے کامل تشبیع دیکھنا چاہے تو وہ حسینؓ بن علیؓ کو دیکھ لے۔

(ترمذی، طبرانی)

(2) حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہؐ ایک روز ایک چشمہ کے پاس جسے خم کہا جاتا ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے وہ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ کیا اور نصیحت کی اور فرمایا اما بعد خبردار لوگوں میں بھی اک بشر ہی ہوں قریب ہے میرے پاس میرے رب کا پیامبر آ جائے اور موت قبول کر لوں میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب

ہے اور اس میں ہدایت اور نور ہے تم اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب پر جوش دلایا اور اس میں ترغیب دی اور پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہلبیت ہیں ان کے حقوق کے متعلق میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہو مسلم شریف میں روایت ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ حوض کوثر پر اکھٹے میرے پاس آئیں گے دیکھو تم میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو (ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں)

(مسلم شریف)

(3) زید بن ارقم راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں جن کو تھامے رکھو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوسکو گے ان میں ایک دوسری سے عظیم تر ہے اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین کی طرف بھلائی کی رسی ہے دوسری میری اہل بیت یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے دیکھو تم میرے بعد ان کے ساتھ کیسے پیش آتے ہو۔ (ترمذی)

(4) زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو علیؓ فاطمہؓ حسینؓ اور حسنؓ سے لڑے گا میں ان سے لڑونگا میری اس سے صلح ہے جس کی ان سے صلح ہے۔ (ترمذی)

(5) حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ ایک رات میں کسی کام سے

نبی ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ باہر نکلے آپ ﷺ کسی چیز کو لپیٹے ہوئے تھے میں نہیں جانتا وہ کیا تھا جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یہ کیا چیز ہے جس کو آپ لپیٹے ہوئے ہیں آپ نے چادر کو کھولا تو اچانک حسنؓ اور حسینؓ آپ کی رانوں پر بیٹھے ہوئے نظر آئے تو آپؐ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور ان سے بھی جو ان سے محبت کریں۔ (ترمذی)

(6) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں ہے کہ حضورؐ اکرم نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ سے محبت کرو اس وجہ سے کہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہاری غذا مہیا کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہلبیت سے محبت کرو میری وجہ سے (ترمذی)

(7) حضرت سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ حضور پاکؐ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے لیے ارشاد فرمایا جس نے ان سے محبت کی اس سے میں نے محبت کی اور جس سے میں نے محبت کی اس سے اللہ نے محبت کی اور جس کو اللہ محبوب رکھتا ہے اس کو نعمتوں والی جنت میں داخل کرتا ہے۔ (مرج البحرین)

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے تو حسنین کریمین آپ کی پشت مبارکہ پر سوار ہو گئے لوگوں نے ان کو منع کیا تو سرکار نے فرمایا ان کو چھوڑ دو ان پر

میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (مرج البحرین)

(9) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (مشکوۃ)

(10) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم نے ارشاد فرمایا بے شک حسنؓ اور حسینؓ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

(ترمذی)

(11) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پاک نبیؐ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اہلبیت میں سے محبوب ترکون ہے آپؐ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کرے تھے بلاؤ میرے دونوں بیٹوں کو آپؐ ان کو سونگھتے اور اپنے ساتھ بٹھاتے۔ (ترمذی)

(12) حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاکؐ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسنؓ اور حسینؓ آئے انہوں نے سرخ رنگ کی قمیض پہن رکھی تھیں وہ چلتے تھے اور گر پڑے تھے حضورؐ ممبر سے اترے ان کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے بے شک تمہارے مال اور اولادیں تمہارے لیے فتنہ ہیں میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ وہ چلتے تھے اور گر پڑتے تھے صبر نہ کر سکا جبکہ میں نے اپنی بات کاٹی اور ان دونوں کو اٹھایا۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی شریف)

(13) حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اس حال

میں آپ نے حسنؓ اور حسینؓ کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے محبت کی ان کے والد سے اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ہی ٹھکانے پر ہو گا۔ (ترمذی)

(14) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جس نے حسنؓ اور حسینؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(مسند امام احمد حنبل)

(15) یزید بن ابو زیاد سے روایت ہے کہ پاک نبیؐ عائشہ صدیقہؓ کے گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہؓ کے گھر کے پاس سے گزرے تو امام حسینؓ کو روتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔ (مرج البحرین)

(16) حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسین کریمینؓ کو حضورؐ کے کندھوں پر سوار ہوتے ہوئے دیکھا تو حسرت بھرے لہجے میں کہا سواری کتنی اچھی ہے جواباً حضورؐ نے ارشاد فرمایا دیکھو تو سہی سوار کتنے اچھے ہیں۔ (ایضاً)

(17) ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریمؐ کے ہمراہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے جب آپ سجدے میں گئے تو حسنؓ اور حسینؓ آپ کی پشت پر سوار ہو گئے تو جب آپؐ نے سجدے سے سر کو اٹھایا تو ان دونوں کو پیچھے سے نرمی کے ساتھ پکڑ کر زمین پر بٹھایا، جب آپؐ

سجدے میں گئے تو شہزادگان نے دوبارہ بھی ایسا ہی کیا یہاں تک
کہ آپؐ نے نماز مکمل کر لی اس کے بعد دونوں کو اپنی مبارک
رانوں پر بٹھا لیا میں نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہؐ میں ان
کو گھر چھوڑ آتا ہوں پس اچانک آسمانی بجلی چمکی تو آپؐ نے حسین
کریمینؓ کو فرمایا اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ ابو ہریرہؓ بیان فرماتے
ہیں کہ ان کے گھر داخل ہونے تک وہ روشنی برقرار رہی۔
اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ آپؐ سے عرض کیا گیا
یارسول اللہ آپؐ نے سجدوں کو لمبا کر دیا ہے آپؐ نے فرمایا مجھ پر
میرا بیٹا سوار تھا اس لیے مجھے سجدے میں جلدی اٹھنا اچھا نہ لگا۔

(مرج بحرین)

(19) حضرت ابو ہریرہؓ نبی پاکؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ کے
سامنے حسین کریمینؓ کشتی لڑ رہے تھے آپ فرما رہے تھے حسنؓ جلدی
کرو سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ صرف حسنؓ کو ہی
ایسا کیوں فرما رہے ہیں تو آپؐ نے جواب دیا کیونکہ جبریل امین
حضرت حسینؓ کو جلدی کرو کہہ کر داد دے رہے ہیں۔ (خصائص الکبریٰ)

(20) حضرت عمر بن خطابؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو
فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن میرے نسب کے علاوہ ہر
سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی
ہے ماسوائے اولاد فاطمہؓ کے ان کا باپ بھی میں ہوں اور ان کی

نسب بھی میں ہوں۔ (مرج البحرین)

(21) ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میری خوشبو ہیں۔ (بخاری)

(22) ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا اے اللہ میں حسینؓ محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر جو حسینؓ سے محبت کرتا ہے اس کے بعد ابو ہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ جب بھی اس کے بعد میں حضرت حسینؓ کو دیکھتا تو میری آنکھیں اشکبار ہو جاتیں یہ اس لیے کہ حضورؐ ایک دن باہر نکلے اور میں مسجد میں تھا۔ آپؐ نے میرے دانوں ہاتھ پکڑے اور مجھ لگالی یہاں تک کہ ہم بنو قینقاع کے بازار میں آگئے آپ نے بازار میں دیکھا پھر واپس آگئے یہاں تک مسجد میں آبیٹھے پھر فرمایا میرے بیٹے کو بلاؤ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے آپ کی گود میں گر گئے پھر حضورؐ ان کا منہ کھول کر اپنا منہ اس میں داخل کر کے فرمانے لگے۔ اللہ اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور جو ان سے محبت رکھے تو بھی ان سے محبت رکھ۔ آپ نے یہ الفاظ تین بار ادا فرمائے۔ (شرف المؤبد)

23- رسول اللہ نے ارشاد فرمایا تم میں سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ رہے گا جو میرے اہل بیت اور صحابہ سے زیادہ محبت کرنے والا ہوگا۔ (شرف المؤبد)

24- نبی پاک نے ارشاد فرمایا:

جو شخص حب اہل بیت پر فوت ہوا وہ شہید فوت ہوا۔

خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ بخشا ہوا فوت ہوا۔

خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ توبہ کے ساتھ فوت ہوا۔

خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا تو اس کو ملک الموت جنت کی خوشخبری دیتا ہے پھر منکر نکیر۔

خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ جنت میں ایسے بھیجا جائے گا جیسے دلہن دلہا کے گھر بھیجی جاتی ہے۔

خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

خبردار جو شخص آل محمد کی محبت پر فوت ہوا وہ جماعت والوں میں (یعنی اہل سنت والجماعت) میں فوت ہوا۔

خبردار جو شخص بغض آل محمد پر فوت ہوا وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہوا۔

اور جان لو جو شخص بغض آل نبیؑ پر فوت ہوا وہ کافر مرا۔

اور خبردار جو شخص آل نبیؑ کے بغض پر مرا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

(روح البیان۔ تفسیر کبیر)

25- نبی پاکؐ نے ارشاد فرمایا بے شک ستارے اہل زمین کے لئے امان ہیں جو غرق ہونے سے بچاتے ہیں اور میری اہلبیت امان

ہے میری امت کے لئے جو دور کرتی ہے اختلافوں کو پس جو قبیلہ یا فرد ان سے مخالفت کرے گا وہ ہو جائے گا حزب الشیطان (شیطان کا گروہ، لشکر) (خصائص الکبریٰ)

26- حضور غوث پاک نے ابو ہریرہ سے مرفوع روایت کیا ہے، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: جب رب کائنات نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی تو اس وقت عرش معلیٰ کی دائیں جانب پانچ انوار رکوع و سجود میں نظر آئے۔ حضرت آدم کے پوچھنے پر بتایا یہ تیری اولاد کے پانچ افراد ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش کرسی آسمان و زمین فرشتے انسان، جن وغیرہ کو پیدا نہ فرماتا جب تم کو کوئی حاجت پیش آئے تو ان کے وسیلہ سے دعا کرنا۔ (مہر منیر)

27- ابن سعد نے حضرت علی سے بیان کیا ہے کہ مجھے رسول کریمؐ نے بتایا سب سے پہلے میں حضرت فاطمہ حضرت حسن حضرت حسین جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کہ یارسول اللہ ہمارے محبوں کا کیا ہوگا فرمایا وہ تمہارے پیچھے ہوں گے۔

(الصواعق المحرقہ)

28- حضور پاک ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری کو حضرت علی کو بلانے کے لئے بھیجا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی دانے پیس رہی ہے مگر کوئی اس کو چلانے والا نہیں ہے تو انہوں نے اس بات کی اطلاع حضور پاک کو دی تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا تجھے خبر

نہیں اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں جن کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ وہ آل محمدؐ کی مدد کیا کریں۔

29- حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ میں نے ہرن کا ایک بچہ شکار کیا ہے اور آپ کے لئے بطور ہدیہ لایا ہوں حضورؐ نے اس کے تحفہ کو قبول فرمایا۔ اسی دوران حضرت حسن مسجد نبوی میں تشریف لائے اور ہرن کے بچے سے پیار کرنے لگے۔ آپ نے بچہ حضرت حسن کو عطا فرما دیا اور وہ گھر چلے گئے تھوڑی دیر بعد امام حسین تشریف لائے اور بھائی حسن سے پوچھا بھائی یہ ہرن کا بچہ کہاں سے لیا ہے۔ امام حسن نے فرمایا۔ یہ بچہ مجھے نانا جان نے عطا فرمایا ہے۔ امام حسین مسجد میں تشریف لائے اور کہا نانا جان آپ نے بچہ حضرت حسن کو عطا فرمایا ہے مجھے کیوں نہیں دیا اور شہزادہ رسول بار بار بچہ طلب کرر ہے تھے۔ آپ ان کو بہلا رہے تھے کہ وہ رونا نہ شروع کر دیں اسی دوران اچانک مسجد میں شور اٹھا اور ایک ہرنی اپنے بچے کو پہلو میں لپٹائے ہوئے بھاگتی ہوئی آپ کے پاس پہنچ گئی اور فصیح زبان میں گویا ہوئی۔ یا رسول اللہ میرے دو بچے تھے ایک کو شکاری پکڑ کر آپ کے پاس لے آیا دوسرا دودھ پی رہا تھا کہ مجھے آواز آئی جلدی سے اپنے بچے کو لے کر سید عالم کے پاس چلی آئی کیونکہ حسین آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بچہ مانگ رہے ہیں اور فرشتے اپنی عبادت

گاہوں سے سر نکالے ان کی طرف دیکھ رہے ہیں اگر حسین نے رونا شروع کردیا تو ان کے ساتھ ملائکہ مقربین بھی رونا شروع کردیں گے۔ اس لئے حسین کے رونے سے قبل اپنا بچہ انہیں پیش کریں۔ یارسول اللہ میں تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتی ہوئی فاصلہ طے کرکے آپ کے پاس آئی ہوں شکر ہے کہ حسین کی آنکھوں میں آنسو نہیں آئے۔ صحابہ کرام میں یہ منظر دیکھ کر شور مچ گیا۔ آپ نے اس ہرنی کے لئے دعا فرما کر بچہ حسین کے حوالے کردیا۔ شہزادہ رسول ہرنی کا بچہ لے کر بھائی حسن کے ساتھ خوشی خوشی والدہ محترمہ کے پاس آ گئے اور تمام واقعہ ان کو سنایا۔

(روضۃ الشہداء دوم)

30- دیلمی نے ابن سعد سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم نے فرمایا ہے جو شخص میری آل کے متعلق مجھے تکلیف دے گا اس پر سخت عذاب الٰہی ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور خدا نے جو کچھ عطا کیا ہے اس سے لطف اندوز ہو تو اس کو میری اہلبیت کے بارے میں میرا اچھا جانشین ہونا چاہیئے اور جو ان کے بارے میں میرا اچھا جانشین نہ ہوا تو اس کی عمر کاٹ لی جائے گی اور قیامت کے روز میرے پاس سیاہ چہرہ لے کر آئے گا۔ (ایضاً)

32- حاکم نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو میری اہل بیت کے لئے میرے بعد

بہتر ہوگا۔

33- ابوالقاسم بن شبران اپنی امالی میں عمران بن حصین سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ میرے اہلبیت میں سے کسی کو بھی آگ میں داخل نہ کرے تو اس نے میری دعا قبول فرمائی۔ (ایضاً)

34- ابن عساکر حضرت علیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو میرے اہلبیت کے ساتھ احسان کرے گا میں اس کا بدلہ قیامت کے دن دوں گا۔ (ایضاً)

35- ایک دن نبی کریم ﷺ امام حسین کو دائیں بازو اور لخت جگر ابراہیم کو بائیں بازو پر لئے ہوئے تھے کہ جبریل ائے اور عرض کہ یا رسول اللہ اللہ ان دونوں کو آپ کے پاس اکٹھا نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا۔ آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر حسین ہم سے رخصت ہو جائیں تو ان کے غم میں فاطمہ اور علی کو اور مجھے دکھ ہوگا اور اگر ابراہیم جائیں تو مجھے ہی صدمہ ہوگا اس لئے مجھے اپنا ہی غم پسند ہے اس واقعہ کے تین دن بعد ابراہیم انتقال فرما گئے تو جب امام حسین آپ کے پاس آئے تو آپ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور فرماتے یہ وہ ہے جس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کیا ہے۔ (شواہد النبوۃ)

36- بزاز ابویعلی طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے بیان کیا ہے

کہ رسول کریم نے فرمایا کہ فاطمہ نے پاک دامنی اختیار کی ہے پس اللہ نے اس پر اور اس کی ذریت پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔

(الصواعق المحرقہ)

37- بخاری نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، جو شخص اہلبیت سے عداوت رکھے گا خدا اس کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا یا گرا دے گا۔ (ایضاً)

38- رمضان کی 29 تاریخ ہے امام حسن کی عمر پانچ سال امام حسین کی چار سال اور 2 ماہ کے ہیں۔ حضرت فاطمہ چکی پیس کر فارغ ہوتی ہیں۔ آپ نے جائے نماز بچھایا تو حسین کریمین اوپر لیٹ گئے اور جب جناب سیدہ نے اٹھنے کو کہا کہ تو شہزادے مچل گئے اور کہا امی جان صبح عید ہے اور لوگوں کے بچے نئے کپڑے پہنے گئے ہمیں بھی نئے کپڑے چاہئیں سیدہ فاطمہ کا دل دہل گیا ہے اور بچوں کو سینے سے لگا کر فرمایا۔ میرے چاند مجھے نماز تو پڑھنے دو کل کپڑے منگوا دوں گی امی جان کل تو عید ہے کل کپڑے آئے تو سلائی کب ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا، تم فکر نہ کرو درزی سلے ہوئے کپڑے لائے گا پھر آپ نے نماز کے بعد بارگاہ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کہ اے اللہ تو سب جانتا ہے کہ تیری کنیز نے بچوں سے صرف اس لئے وعدہ کر لیا ہے کہ بچوں کا دل نہ ٹوٹ جائے الٰہی تو جانتا ہے کہ فاطمہ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اللہ میرے اٹھے

ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھنا۔ میں نے تیرے سہارے پر بچوں سے وعدہ کیا ہے نئے کپڑوں کا میرے وعدہ کو پورا فرما دینا۔ پھر افطاری کا وقت ہوتے ہی عید کا چاند طلوع ہوگیا۔ مدینہ منورہ میں منادی ہو رہی تھی کہ صبح عید الفطر ہے۔ تمام لوگ عید مبارک کہہ رہے تھے رات کو سونے سے پہلے دونوں شہزادگان نے ماں کو اپنا وعدہ یاد دلایا۔ سیدہ پہلے ہی شب بیدار تھیں رات ساری نوافل میں بسر کی صبح نماز فجر کے بعد دعا مانگ رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ نے پوچھا کون ہے آواز آئی بنت رسول آپ کا درزی ہوں آپ کے بچوں کے کپڑے لایا ہوں۔ آپ نے غیبی امداد سمجھ کر قبول فرما لئے بہت خوبصورت اور قیمتی لباس تھا۔ آپ بچوں کو کپڑے پہنا رہی تھیں کہ امام الانبیاء تشریف لائے اور بچوں کے نئے کپڑے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور پوچھا بیٹی یہ کپڑے کہاں سے آئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ابا جان ایک درزی دے گیا ہے۔ میں نے ان سے نئے کپڑوں کو وعدہ کیا تھا جس کو اللہ نے پورا کردیا ہے۔ آپؐ نے پوچھا بیٹا جانتی ہو وہ درزی کون تھا شہزادی نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں تو سرکارِ دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسنین کریمین کا درزی جبریل امین تھا۔

(روضہ الشہداء)

40- حضور اکرمؐ کے ایک صحابی کا نام وحبہ کلبی تھا وہ ایک نیک سیرت اور

حضور کے نزدیک مکرم تھا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں خالی ہاتھ نہیں آتا تھا بلکہ جب بھی آتا تو حسنین کریمین کے لئے پھل وغیرہ لے کر آتا تو حسنین کریمین دلیری کے ساتھ ان کی گود میں سوار ہو جاتے اس کے گریبان اور جیبوں میں ہاتھ ڈالتے۔ حضرت جبریل امین بھی حضور کی بارگاہ میں کبھی دحیہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بچے دحیہ کلبی سمجھتے ہوئے اسی بے تکلفی سے گود میں سوار ہو گئے اس کے گریبان اور جیبوں میں ہاتھ ڈالنے لگے۔ حضورؐ نے چاہا کہ ان کو جبریل سے الگ کر دیں تو جبریل نے عرض کی اے سیدؐ انہیں کچھ نہ کہیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے انہیں کچھ اس لئے نہیں کہا کہ انہوں نے تجھے پہچانا نہیں۔

جبریل نے عرض کہ اے سرور کونین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سیدہ تہجد کی نماز پڑھ رہی ہوتیں یا کبھی محو خواب ہوتیں تو یہ دونوں پنگھوڑے سے اٹھ کر رونا چاہتے ہیں تو رب کائنات مجھے حکم دیتے ہیں جبریل جاؤ بچوں کا جھولا جھلاؤ ایسا نہ ہو کہ فاطمہ کی نیند میں خلل آئے اور وہ کچھ دیر سو لیں میں اکثر راتوں میں حضورؐ ان کا جھولا جھولاتا رہا ہوں اور انہیں یہ لوری سنایا کرتا تھا۔

ان فی الجنة نهراً من لبن

بعلی وزهراء و حسین حسن

اے سید کائنات جب سوتے وقت حضرت فاطمہ کے ہاتھ میں ان کے پنکھے کی رسی ہوتی تو میں وہ پنکھی آہستہ سے اپنے ہاتھ میں لے لیتا جب یہ سارے کام میں نے ان کے لئے کئے تو ان کا میری جیب میں ہاتھ ڈالنا تعجب خیز نہیں لیکن سرکارؐ یہ کیا تلاش کر رہے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا یہ تجھے دحیہ سمجھ کر ایسا کر رہے ہیں کیونکہ وہ اکثر ان کے لئے پھل لے کر آتا تھا۔ جبریل فوراً اپنا ہاتھ جنت میں لے گئے اور وہاں کے درختوں سے ایک انار اور انگوروں کا ایک گچھہ توڑ لائے حضورؐ کی بارگاہ میں جبریل نے پھل پیش کر دیئے بچے وہ پھل کھانے لگے تو ایک سائل نے صدا دی اے اہل بیت نبوت آپ جو کھا رہے ہیں مجھے بھی اس میں سے دیجیے خاص طور پر یہ انگور ان کا میں بڑی دیر سے آرزومند ہوں۔ حضورؐ نے انگور دینے چاہے جبریل نے عرض کی حضورؐ یہ شیطان ہے یہ جنت کے پھل نہیں کھا سکتا یہ اس پر حرام ہیں جب ابلیس کو پتہ چلا کہ پہچان لیا گیا ہوں تو وہ مایوس ہو کر لوٹ گیا۔ اسی دوران جبریل نے عرض کی یا رسول اللہ آپ یہ یہ دونوں بچے شہید ہوں گے ایک کو زہر کے ساتھ اور دوسرے کو تلواروں کے ساتھ شہید کیا جائے اور ان کی تکلیف اور مصیبت آپ کی امت کی شفاعت کی زیادتی کا باعث بنے گی۔ (روضۃ الشہداء)

40- دیلمی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین

عادتیں سکھاؤ۔ نبی کی محبتؐ، قرآن پاک کی قرأت اور اہل بیت کی محبت۔ فرمایا اور جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ قرآن سے محبت رکھتا ہے اور جو قرآن سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اہلبیت سے محبت کرتا ہے۔

(ماہنامہ ضیائے حرم، مئی 1998ء)

☆ حضورؐ نے ایک روز ایک گلی سے گزرے تو ایک بچے کو پکڑ کر اس کی پیشانی کو چوما اور اٹھا کر گود میں بٹھا لیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ نے اس بچے کو اس قدر شفقت کیوں کر رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا میں نے اس بچے کو ایک روز امام حسینؑ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا اور یہ دیکھا کہ یہ حسینؑ کے پاؤں کی مٹی لے کر اپنی آنکھوں پر ڈال لیتا ہے اس وجہ سے میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور کل روز قیامت میں اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت کروں گا۔ (روضۃ الشہداء)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن سب سے پہلے بارگاہ خداوندی میں میں حاضر کیا جاؤں گا میں عرشِ الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا اور بعض روایت میں ہے کہ اللہ آپ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا پھر مجھے سبز رنگ کا جنتی جوڑا پہنایا جائے گا پھر باقی انبیاء کو بلایا جائے گا پھر ان کو بھی سبز رنگ کے جنتی جوڑے پہنائے جائیں گے اور حساب کے لئے سب سے پہلے میری امت

کو بلایا جائے گا اور میں اپنا لواء حمد والا جھنڈا حضرت علی کو پکڑا دوں گا اور تمام انبیاء کرام اور دیگر اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق روز قیامت میرے اس جھنڈے کے سائے تلے ہوگی یعنی قیامت کو بھی سرکار ﷺ کے صاحب لواء حیدر کرار ہوں گے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت علی نے حضور ﷺ سے شکایت کی آقا بعض لوگ میرے مرتبہ اور کمال پر حسد کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیارے علی کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو چار میں سے چوتھا ہے یعنی خلافت میں بھی تو چوتھا خلیفہ ہوگا اور جنت میں بھی سب سے پہلے میں جاؤں گا پھر تو اور حسن اور حسین اور ہم سب کی بیویاں ہمارے دائیں بائیں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیویوں کے پیچھے ہوگی۔

(تفسیر کشاف۔ تفسیر روح البیان)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے حضرت محمد ﷺ کے آل پاک کے ساتھ ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(الشرف المؤبد)



صحابہ کرام اور محبت اہل بیت

صدیق اکبرؓ اور محبت اہل بیت

1۔ حب آل رسول کے بارے میں صدیق اکبر یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ رسول اللہ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری شریف)

2۔ ایک مرتبہ سید صدیق اکبر منبر رسولؐ پر رونق افروز تھے کہ سیدنا امام حسین جو کہ ابھی بچے تھے تشریف لائے اور فرمایا میرے باپ کی جگہ سے اتر جاؤ۔ جواباً صدیق اکبر نے ارشاد فرمایا: ''بخدا آپ نے سچ فرمایا ہے واقعی یہ آپ کے ابا جان کی جگہ ہے پھر امام حسنؓ کو اپنی گود میں بٹھایا اور زاروقطار رونے لگے۔ (بخاری شریف)

3۔ سیدنا صدیق اکبر حضرت علیؓ کے چہرے کو کثرت سے دیکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو صدیق اکبرؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''النظر اِلیٰ وَجہِ علی عبادۃ'' کہ علی کے

چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (الصواعق محرقہ)

4۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علیؓ آئے اور سلام کرنے کے بعد کھڑے ہوکر بیٹھنے کی جگہ دیکھنے لگے حضورؐ صحابہ کے چہروں کی طرف دیکھنے لگے کہ کون ان کے لئے جگہ بناتا ہے حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے آپ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور علیؓ کے لئے جگہ خالی چھوڑ دی اور کہا کہ ابوالحسن یہاں تشریف لائے تو وہ حضورؐ اور ابوبکر صدیقؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔ حضورؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آنے لگے اور فرمایا صدیق اکبرؓ سے اہل فضیلت کی فضیلت کو فضیلت والا ہی جانتا ہے۔ (الصواعق محرقہ)

5۔ حضورؐ نے ایک شخص کے حق میں اس کو کچھ کھجوریں عنایت فرمانے کا وعدہ کیا تھا سرور عالمؐ کے انتقال ہوگیا تو وہ صدیق اکبر کے پاس آیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے اس وعدہ کو پورا کیا جائے اسی وقت صدیق اکبرؓ نے حضرت علیؓ کو طلب کیا اور فرمایا آپؓ اس شخص کو نبی کریم کے وعدے کے مطابق تین مٹھیاں برابر دے دو چنانچہ حضرت علیؓ نے تین دفعہ دونوں ہاتھوں سے مٹھیاں بھر کر اس کو دے دیں اس کے بعد صدیق اکبرؓ نے حکم دیا اب ان کھجوروں کو شمار کرو اور جب شمار کیا گیا تو ساٹھ نکلیں اس وقت خلیفہ اول نے اشارہ فرمایا: ''پاک نبیؐ نے سچ فرمایا تھا اس وقت جب ہم ہجرت

کی رات مکہ سے نکل کر مدینہ جا رہے تھے کہ میری ہتھیلی اور علی ابن ابی طالب کی ہتھیلی عدل میں برابر ہیں۔ (رحمابینھم)

حضرت عمرؓ اور محبت اہل بیت

1- ایک مرتبہ حضرت حسنؓ نے حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی اجازت نہ ملی تو پھر عبداللہ بن عمرؓ آئے ان کو بھی اجازت نہ ملی جب حضرت حسن چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا ان کو میرے پاس لاؤ جب حضرت حسن آئے تو کہنے لگے جب حضرت عبداللہ بن عمر کو اجازت نہیں ملی تو میں نے خیال کیا مجھے بھی نہیں ملے گی۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ آپ عبداللہ سے زیادہ حقدار ہیں اور خدا کے بعد تم لوگوں نے ہی بزرگی حاصل کی ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا جب آپ آئیں تو آپ کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ (الصواعق المحرقہ)

2- دو بدو ایک دفعہ جھگڑا لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپؓ نے حضرت علیؓ کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا حکم دیا ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا تو حضرت عمرؓ نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا تیرا برا ہو کیا تو جانتا نہیں کہ یہ شخص کون ہے یہ تیرا آقا اور ہر مومن کا آقا ہے اور جس کا یہ آقا نہیں وہ مومن ہی نہیں۔ (ایضاً)

3- ایک مرتبہ حضرت عمرؓ ایک شخص کو حضرت علیؓ کی عیب جوئی کرتے

ہوئے دیکھا تو کہا افسوس ہے تجھ پر کیا تو علیؓ کو نہیں جانتا پھر حضور ﷺ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ ان کے چچا زاد بھائی ہیں پھر فرمایا خدا کی قسم تو نے رسول کریم کو تکلیف دی ہے جو اس قبر میں جلوہ گر ہیں۔ (ایضاً)

4۔ جب مدینہ طیبہ میں بارش کا سلسلہ منقطع ہو جاتا اور قحط سالی کے آثار نمودار ہوتے تو حضرت عمرؓ، حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تو بارش کا نزول ہو جاتا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں۔ ''اے اللہ جب ہم پر قحط پڑ جاتا ہے تو ہم حضرت محمد کو تیرہ بارگاہ میں وسیلہ بناتے تھے تو بارش برستی تھی اب ہم تیری طرف نبی کریمؐ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہم پر بارش نازل فرما اور اس دعا کے کرتے ہی بارش برسنا شروع ہو جاتی۔

(بخاری)

5۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے متعلق دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی زمینوں پر گئے ہوئے ہیں آپ نے کہا ہمیں بھی وہاں لے چلو۔ اپ نے انہیں وہاں کام میں مصروف پایا اور کچھ دیر ان کے ساتھ کام میں مشغول ہو گئے پھر حضرت علیؓ نے کہا امیر المومنین بتائیں اگر آپ کے پاس بنی اسرائیل کے لوگ آئیں اور ان میں سے ایک آدمی یہ کہے کہ میں موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی ہوں تو آپ اس کے ساتھیوں پر اس کو ترجیح دیں گے۔ آپؓ

نے فرمایا: ہاں تو حضرت علیؓ نے کہا قسم بخدا میں رسول اللہ کا بھائی اور آپ کے چچا کا بیٹا ہوں۔ وہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے اپنی چادر اتار کر بچھائی اور فرمایا خدا کی قسم ہماری علیحدگی تک اس کے علاوہ آپ کی کوئی نشست نہ ہوگی اور حضرت علیؓ علیحدگی کے وقت تک وہیں بیٹھے رہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو بتانے کے لئے یہ ذکر کیا کہ آپ نے امیر المومنین کے مقام پر ہوتے ہوئے آپ کی زمین پر جو کام کیا وہ دراصل رسول کریمؐ کی قربت کی وجہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ان کے اکرام میں اضافہ کیا اور انہیں اپنی چادر پر بٹھایا۔ (الصواعق المحرقہ)

حضرت عثمان غنیؓ اور محبت اہلبیت

1۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ اونٹنی پر سوار ہو کر نبی کریمؐ کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا یہ کیسی اونٹنی ہے اور کس کی ہے تو حضرت علیؓ نے جواباً عرض کیا کہ حضورؐ یہ عثمان بن عفان نے مجھے تحفہ میں دی ہے سواری کے لئے۔ (رحماء بینھم)

2۔ حضرت عثمان جب سواری کی حالت میں حضرت عباسؓ کے پاس سے گزرتے تو سواری سے اتر جاتے اور پیدل چلنے لگتے اور یہ سب کچھ اہل بیت حضرت عباس کے احترام میں کرتے تھے۔
(الصواعق المحرقہ)

3۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں ایک شخص نے حضرت عباس کی توہین

کی تو اس پر حضرت عثمانؓ نے اس کو سزا دی۔ (الصواعق المحرقہ)

4۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ایک جدید کام کیا اور وہ پسند کیا گیا وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کا حضورؐ کے چچا کے ساتھ تنازعہ ہو گیا اس نے حضرت عباسؓ کے حق میں خفت آمیز کلمات کہے اس پر حضرت عباسؓ نے اس کو سزا دی لوگوں نے آپؓ سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریمؐ تو اپنے چچا کی عزت کریں اور میں کیسے رخصت دے دوں کہ لوگ آپ کے بارے میں بری باتیں کریں۔ (ایضاً)

5۔ حضرت عثمان جس وقت محصور تھے اس وقت حضرت حسنؓ نگرانی کرنے والوں میں موجود تھے تلوار گلے میں ڈالے ہوئے حضرت عثمانؓ کی ڈھال بن کر ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ حضرت عثمان کو خوف تھا کہ اگر مقابلہ ہوا تو کہیں حضرت حسنؓ زخمی نہ ہو جائیں اس پر ان کو قسم دے کر کہا کہ آپ ضرور بالضرور گھر تشریف لے جائیں تاکہ علیؓ کے دل کو سکون ملتا رہے کہ ان کا بیٹا محفوظ ہے یہ آپ کی محبت اہلبیت کی عمدہ مثال ہے۔ (رحماء بینھم)

حضرت امیر معاویہ اور محبت اہل بیت

1- حضرت امیر معاویہ کے سامنے کسی شاعر نے حضرت علیؓ کے شان میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علیؓ کی بے حد تعریف فرمائی۔ امیر معاویہ ہر شعر پر جھوم جھوم کر کہتے تھے وہ واقعی ایسے ہیں اور قصیدہ

کے اختتام پر سات ہزار اشرفیاں انعام کے طور پر دیں۔تو کسی نے پوچھا کہ آپ حضرت علیؓ کے ایسے ہی معتقد ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا یہ مذہبی جنگ نہیں یہ ملکی جنگ ہے۔یعنی حضرت عثمان کے خون کی۔

2- ایک مرتبہ امیر معاویہ کے دربار میں حضرت علی علی کا ذکر ہوا تو آپؓ نے فرمایا علیؓ شیر تھے علی چودھویں رات کے چاند تھے۔علیؓ رحمت خدا کی بارش تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا آپ افضل ہیں یا علیؓ تو آپ نے فرمایا علیؓ کے قدم ال سفیان سے بہتر ہیں۔ افضل ہیں تو ان سے کہا گیا آپ نے ان سے جنگ کیوں تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنگ ملکی جنگ تھی۔

ایک دن حضرت حسنؓ کی ملاقات امیر معاویہ سے ہوئی تو امیر معاویہ نے حضرت حسنؓ سے عرض کی کہ آج میں آپ کو ایسا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو آج تک کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔یہ کہہ کر چار لاکھ روپیہ نذر کر دیا۔امام حسن نے قبول فرما لیا۔ (سیرت امیر معاویہ)

حضرت زید بن ثابت اور محبت اہل بیت

1- حضرت زیدؓ بن ثابت نے اپنی والدہ کا جنازہ پڑھایا تو آپ کے خچر کو آپ کے قریب لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہو سکیں تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کی رکاب پکڑ لی۔زید بن ثابت نے کہا

یا رسول اللہ کے چچا زاد چھوڑ دیجیے تو ابن عباس نے کہا ہمیں علماء کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت زید نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر کہا کہ ہمیں نبی کریمؐ کی آل کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(الصواعق المحرقہ)

2- حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عبداللہ بن حسن بن حسین سے کہا کہ جب آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے لکھ کر بھیج دیا کرو مجھے اللہ سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہ تجھے میرے دروازے پر دیکھے۔

(الصواعق المحرقہ)

3- عبداللہ بن حسن المثنی بن حسن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس نوعمری میں آئے آپ کے بال لمبے تھے آپ نے ان کو ایک بلند جگہ پر بٹھایا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ کی قوم نے آپ کو ملامت کی تو آپ ے کہا کہ مجھے ثقہ آدمی نے بیان دیا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں اس کو رسول کریم کے منہ سے سن رہا ہوں کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اس کو خوش کرے گا وہ مجھے خوش کرے اور میں جانتا ہوں کہ اگر سیدہ فاطمہ زندہ ہوتیں تو میں نے جو سلوک ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے اس سے بہت خوش ہوتیں۔ (الصواعق المحرقہ)



محبت اہل بیت اور اکابرین امت

1- امام اعظم ابوحنیفہ

امام صاحب اہلبیت کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے ان کے پوشیدہ اور نادار آدمیوں پر خرچ کر کے قرب حاصل کرنا چاہتے تھے کہتے ہیں کہ آپ نے ایک غریب سید کو خفیہ طور پر 12 ہزار درہم بھجوائے اور اپنے اصحاب کو بھی اس بارے میں ترغیب دیا کرتے تھے۔

2- امام باقرؒ کی خدمت میں

حضرت امام باقر اپنے زمانے کے بڑے محدث فقیہ اور متقی انسان تھے آپ کی امام اعظم کے ساتھ ملاقات کا تذکرہ مورخین نے کیا ہے امام ابوحنیفہ مدینے گئے تو امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے ایک ساتھی نے تعارف کرایا یہ امام اعظم ابوحنیفہ ہیں تو امام باقر نے ارشاد فرمایا تم وہ ہو جو قیاس کی بنیاد پر ہمارے دادا کی حدیثوں کی مخالفت کرتے ہو آپ نے نہایت ادب سے کہا العیاذ باللہ حدیث کی کون مخالفت کرتا ہے آپ تشریف رکھیں تو کچھ عرض کروں پھر مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

امام اعظم: مرد ضعیف ہے یا عورت

امام باقر: عورت

امام ابوحنیفہ: وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا

امام باقر: مرد کا

امام ابوحنیفہ: اگر میں قیاس لگاتا تو کہتا کہ عورت کو زیادہ دیا جائے وراثت میں سے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس کی بنیاد پر زیادہ دینا چاہئے پھر پوچھا روزہ افضل ہے یا نماز

امام باقر: نماز

امام ابوحنیفہ: اس اعتبار سے حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہئے نہ کہ روزہ کی حالانکہ میں روزہ کی قضاء کا فتویٰ دیتا ہوں۔ امام باقر اس قدر خوش ہوئے کہ اٹھ کر پیشانی چوم لی۔

امام اعظم ایک مدت تک استفادہ کی نیت سے آپ کی خدمت کرتے رہے فقہ حدیث کے متعلق بہت نادر باتیں حاصل کیں اور امام باقر کے فیض کی وجہ سے آپ کے پاس معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا۔

(مسند امام اعظم)

3- ایک دفعہ امام اعظم مسجد حرام میں درس دے رہے تھے کہ اتنے میں امام جعفر صادق تشریف لائے امام صاحب محو درس تھے۔ اس وجہ سے امام جعفر صادق پر نظر نہ پڑی کچھ دیر بعد جب آپ کی نظر پڑی

تو فوراً درس چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے اے ابن رسولؐ اگر آپ کی آمد کا پتہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا کہ میں بیٹھا رہتا۔

(الجواہر المضیہ)

4- امام اعظم کو خلیفہ منصور نے قید میں ڈال کر اس وجہ سے زہر دیا تھا کہ انہوں نے سید محمد نفس ذکیہ الحسنی کے حق میں عباسیوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور چار ہزار دینار بطور امداد روانہ فرما کر عریضہ تحریر کیا تھا اگر لوگوں کی امانتیں میرے پاس قابل واپسی نہ ہوتیں تو ضعیف العمری کے باوجود شہادت کے لیے جہاد میں ضرور شریک ہوتا۔ آپ کی عمر اس وقت 80 برس تھی۔

(سیرت النعمان)

امام مالکؒ

جب مدینہ کے گورنر جعفر بن سلمان عباسی نے امام مالک کو زدوکوب کیا اور آپ کو اس کی تکلیف پہنچی اور آپ کو غشی کی حالت میں وہاں سے لے گئے جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا میں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میں اپنے مارنے والے کو خدا کی قسم جائز مارنے والوں میں شمار کرتا ہون پھر آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسی حالت میں مر جاؤں اور جب سرکارؐ سے ملاقات ہوگی تو مجھے شرم آئے گی کہ میری وجہ سے آپ کی آل کے بعض آدمی آگ میں داخل ہوں۔ جب منصور خلیفہ مدینہ آیا تو اس نے جعفر بن سلمان سے قصاص

دلانے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا نہیں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں قسم خدا کی اس نے جو کوڑا ابھی مجھے مارنے کے لئے اٹھایا ہے میں رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے اس کو جائز مارنے والوں میں شمار کرلیا ہے۔

(الصواعق المحرقہ)

امام شافعی

ایک مرتبہ امام شافعی درس دے رہے تھے کہ دوران درس خلاف معمول کئی بار اٹھے اور بیٹھے حاضرین نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ایک سیدزادہ بچہ دروازے پر کھیل رہا ہے جس وقت وہ میرے سامنے آتا ہے میں تو تعظیم کی نیت سے کھڑا ہو جاتا ہوں اس وجہ سے کہ یہ میرے لئے زیب نہیں دیتا کہ فرزندِ رسول قریب سے گزرے اور میں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوں۔

اس واقعہ کی نسبت امام احمد اور امام اعظم کی طرف بھی ہے۔

حضرت امام سبکی کے بیٹے اپنی کتاب طبقات میں امام شافعی کے شاگرد سلیمان مرادی سے متصل سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ امام شافعی کے ساتھ مکہ معظّمہ کی جس وادی میں اترتے یا جس گھاٹی پر چڑھتے یہ اشعار پڑھتے تھے۔

اَن کان رِفض حُبّ ال محمد

فلیشھدُ الثقلان انی رافضی

ترجمہ: اگر محمد ﷺ کی آل کی محبت رفض ہے تو جن و انس گواہ ہو

جائیں کہ میں رافضی ہوں۔

یا آل بیت رسول اللہ حُبّکُم

فَرضَ من اللہ فی القرآن اُنزلہ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول کی اہل بیت قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی محبت فرض کی گئی ہے۔

یکفیکم من عظیم الفخر انکم

من لم یُصَلِّ علیکم لا صلوٰۃ لہ

ترجمہ: آپ لوگوں کے لئے یہی افتخار ہے کہ جو آپ پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام عبدالوہاب الشعرانی

فلا تعدل باہل خلفًا. وَاہلبیت ہم اہل السیادہ

فَبُغضُہُم من الانسان خسرٌ حقیقی و حبہم عبادہ

ترجمہ: ''اہل بیت نبیؐ کے برابر کسی کو نہ سمجھو کیونکہ وہ اہل سیادۃ میں سے ہیں اور ان کے بغض انسان کے لئے حقیقی خسارہ ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔''

پھر فرماتے ہیں کہ اللہ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ میں اولاد رسول کی تعظیم و تکریم کو لازم سمجھتا ہوں خواہ ان کے اعمال ایسے ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ برے اعمال کی وجہ سے شرف نسبت میں کمی نہیں آتی۔

(لطائف المنن)

امام فخر الدین رازی

صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ اہلبیت نبی کو اللہ تعالیٰ نے درود و سلام، طہارت و پاکیزگی، حرمت صدقہ اور وجوب محبت میں حضورؐ کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔ یہ صرف ان کی ہی خصوصیت ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اخبار الاخبار کے دیباچہ میں فرماتے ہیں جب ختم نبوت کی خلافت حضرت علی کی ذات گرامی تک پہنچی تو اس شجر علم ولایت سے درخت طوبیٰ کی مانند بے شمار شاخیں پھوٹیں جن کے کمالات ہر طرف سایہ فگن ہوئے اور ساری دنیا حضرت علی کے نور جمال ولایت سے روشن ہوگئی۔ بالخصوص رسول اللہ کی آل عالی نژاد نے بحکم وراثت حقیقی اور مناسبت ذاتی ولایت کا پورا پورا حصہ اور فیض حاصل کیا اور اپنی عصمت ذاتی کی بنا پر ولایت معنوی کا علم بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت دوسروں کے لئے چھوڑ دی۔ خاندان نبوت سے نور ولایت نہ تو کبھی منقطع ہوا نہ ہوگا اور آسمان ولایت نے ان اقطاب کے بغیر کبھی قرار نہیں پکڑا ان میں سے اللہ نے جس کو چاہا قطب الاقطاب عالم غوث بنی آدم اور مرجع جن و انس بنا کر مشرق و مغرب میں مشہور و معروف کردیا۔

حضرت مجدد الف ثانی

1- فرماتے ہیں کہ اللہ سے ملنے کے دو راستے ہیں پہلا رستہ قرب نبوت سے تعلق رکھتا ہے اور یہی اصل راستہ ہے۔ اس راستے کے

واصلان انبیاء علیہ السلام ہیں ان کے اصحاب اور تمام امتوں میں سے جن کو وہ اس ذریعہ دولت سے نوازانا چاہیں ان میں شامل ہیں۔ دوسرا راستہ قرب ولایت کا ہے۔ جس کے ذریعے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاء واصل باللہ ہوتے ہیں راہ سلوک اسی کو کہتے ہیں، اس راستے کے واصلین کے پیشوا اور ان کے فیض کا منبع حضرت علیؓ ہیں اور سیدہ فاطمہؓ اور حسنین کریمین ہیں۔ اس مقام میں ان کے ساتھ شامل ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علی قبل از ظہور وجود عنصری ہی اس مقام پر فائز تھے اور اس راہ کے واصلین آپ ہی کی ولایت کے توصل اور واسطہ سے منزل مقصود تک پہنچتے رہے۔ آپ کے بعد یہ منصب حسنین کریمین کو ملا پھر اس کے بعد ائمہ اہلبیت اس مقام پر فائز ہوئے اور ان کے علاوہ جس کو بھی یہ مقام عطا ہوا ان کے واسطہ سے ہوا۔

(مکتوبات شریف دفتر سوئم)

2- آپ فرماتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ انسان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہلبیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہلسنت والجماعت سے خارج ہے وہ خارجی ہے۔

(مکتوبات شریف حصہ سوم)

3- فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت کے متعلق یہ کیسے

خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اہلبیت سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ اہلسنت والے اہلبیت کی محبت کو ایمان کا جزو سمجھتے ہیں اور خاتمہ بالخیر کا دارومدار اہلبیت کی سچی محبت پر قائم ہے تو یہ اہلسنت کا حتمی سرمایہ ہے مگر مخالفین اس حقیقت سے بے خبر ہیں اور اہلبیت کی اصلی محبت سے ناواقف ہیں۔ انہوں نے اصلی حد اور شرعی حد سے خود تجاوز کیا ہے اور اپنے طریقے کے برخلاف کو وہ محبت میں کمی خیال کرتے ہیں اور ان کو خارجی سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ افراط و تفریط کے درمیان اصلی راستہ ہے جو کہ حقیقت اور سچائی کا راستہ ہے او یہ ہی اہلسنت والجماعت کا طرہ امتیاز ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم)

شاہ ولی اللہ

مقام جذب و ولایت کے فاتح اول سیدنا علی کرم اللہ ہیں اور سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں باقی اہلبیت بھی اسی نسبت کے اقطاب ہیں۔ (لمعات)

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی

سرکار دو عالم سے عشق و محبت کے باعث آپ کے دل میں سادات کا بہت احترام تھا۔ ان کی عزت و تکریم کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار اس طرح فرماتے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا!
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا!

ایک دفعہ ایک سید صاحب نے آپ کے دروازے پرآ کرآواز دی کہ دلواؤ سید کو یہ سنتے ہی آپ باہر تشریف لائے اور دینی امور کے لئے کی رقم رکھی ہوئی تھی پیش کردی اور کہا کہ حضور حاضر ہیں اس میں 200 مختلف قسم کے سکے تھے۔ سید صاحب کچھ دیر انہیں دیکھتے رہے پھر ایک چونی اٹھائی اور فرمایا بس آپ لے جائیں اس ٹائم آپ نے خادم سے فرمایا جب سید صاحب آئیں ایک چونی ان کی نذر کردیا کرو ان کو کہنے کی ضرورت نہ پڑے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ہاں یہ معمول تھا کہ سادات کرام کو عام لوگوں کی نسبت دوگنا تبرک ملتا تھا اور اس معمول کو آپ کے خاندان نے بھی جاری رکھا، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک سید صاحب جناب سید محمود جان محفل میں تشریف لائے اتفاق سے ہجوم بے حد تھا۔ اس وجہ سے اُن کو عام لوگون جتنا ہی تبرک ملا تو وہ سید صاحب ان شیرینی کو لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آج مجھے یہاں سے عام لوگوں کے برابر تبرک ملا ہے۔

آپ نے فرمایا تشریف رکھیں اور فوراً تقسیم کرنے والے کو بلایا اور سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا جاؤ ایک سینی (خوان) میں جس قدر ہو سکے بھر کے لاؤ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی سید صاحب نے عرض کی حضور میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں دل کو ضرور تکلیف پہنچی جسے برداشت نہ کرسکا۔ فرمایا:

سید صاحب اب تو آپ کو یہ شیرینی قبول فرمانی ہی پڑے گی وگرنہ مجھے سخت تکلیف ہوگی اور ایک آدمی کو آپ کے ساتھ بھیجا کہ یہ تبرک ان

کے گھر چھوڑ آؤ اور فوراً آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ کسی سفر پر جا رہے تھے اور کہاروں نے پالکی اٹھا رکھی تھی پالکی لے کر تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ امام اہلسنت نے آواز دی پالکی روک دو حکم کے مطابق پالکی روک دی گئی ساتھ چلنے والے لوگ بھی رک گئے اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے کہاروں کو اپنے قریب بلایا بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا کہ آپ لوگوں میں کوئی آل رسولؐ تو نہیں ہے اپنے جدِّ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔

اس سوال پر ان میں ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں۔ بے نوائی آشفتہ حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں پامالی زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان میں کہا مزدور سے کام لیا جاتا ہے۔ ذات پات کے بارے میں نہیں پوچھا جاتا۔ آہ!

آپ نے میرے جدِّ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک پوشیدہ راز کھول دیا ہے۔ سمجھ لیں کہ میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جان معطر ہے۔ لوگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لئے آل رسول ہونے سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اس کو اپنا ذریعہ معاش بناؤں پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کرلیا ہے۔ روز سویرے ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنی مزدوری لے کر اپنے بچوں کے پاس چلا جاتا ہوں۔

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس سید کے قدموں پر پڑی ہے اور اعلیٰ حضرت برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر یہ التجا کررہے ہیں کہ معزز شہزادے میری گستاخی معاف کردو۔ لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہوئی ہے۔ ہائے جن کے نقش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی اگر قیامت کے دن کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ احمد رضا کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائیں تو میں کیا جواب دوں گا اس وقت بھرے میدان حشر میں میری کتنی رسوائی ہوگی۔ آہ۔ اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جارہا ہے۔

دیکھنے والوں کا بیان ہے جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے اسی طرح اس وقت کا ایک عظیم المرتبت امام اس کی منت سماجت کررہا ہے اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز منظر دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ کئی بار معاف کردینے کا اقرار کرالینے کے بعد امام اہلسنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش

کی چونکہ راہِ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت اور ناموس کی قربانی عزیز ہے اس لئے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل دہل گئے وفودِ اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہوگئی ہزار انکار کے باوجود آخر سید کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز ہوگا جب اہل سنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لئے گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کررہا ہے۔

(زلف زنجیر۔حیات اعلیٰ حضرت)

کیا استاد سید زادے کو تعلیمی معاملات میں سزا دے سکتا ہے یا نہیں اس طرح اگر کوئی سید زادہ خدانخواستہ ایسا جرم کرے جس پر حد لاگو ہوتی ہو تو کیا سید زادے پر حد جاری کی جائے گی اس بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

قاضی خود حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجود یہ کہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کررہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے۔

یعنی پھر استاد کا کیا حال ہے کہ اس پر سزا دینا فرض نہیں۔

(الملفوظ مکمل)

حضرت علامہ صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی

فرماتے ہیں کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا جس نے عربوں سے بغض رکھا وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اس کو میری مودت میسر نہ آئے گی۔ اتنی نسبت کہ ایک شخص عرب کا باشندہ ہو اس کو کس مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے کہ اس خیانت کرنے والا حضور کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے تو جن برگزیدہ نفوس اور خوش نصیب حضرات کو اس بارگاہ عالیہ میں قرب و اختصاص اور نزدیکی حاصل ہے اس کے مراتب کیسے ہوں گے اس سے آپ اہل بیت کے فضائل کا اندازہ کیجیے۔

اور بعض احادیث میں مروی ہے کہ اہل بیت پر نار حرام ہے اور یہی ان کی تطہیر کا فائدہ ہے کہ جو چیز ان کے احوال شریفہ کے لائق نہ ہو اللہ تعالیٰ اس سے ان کو محفوظ رکھتا ہے اور بچاتا ہے جب خلافت ظاہرہ میں شان مملکت و سلطنت پیدا ہوئی تو قدرت نے آل طاہر کو اس سے بچایا اور اس کے عوض اسے خلافت باطنہ عطا فرمائی۔

حضرات صوفیہ کا ایک گروہ جزم کرتا ہے کہ ہر زمانہ میں قطب اولیا آل رسول ہی میں سے ہوں گے۔ (سوانح کربلا)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قیامت تک سادات کرام کا

ادب واحترام کرے اور یہ سمجھے کہ یہ حضرات ہمارے اس نبی کی اولاد ہیں جس سے ہم کو کلمہ ملا ایمان ملا قرآن بلکہ رحمان ملا۔ اس مقدس اور شریف نسب میں بہت سی خصوصیات ہیں یہ سید الانبیاء کی اولاد ہیں اور رب نیک باپ دادا کی وجہ سے بچوں پر رحم فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وکان ابوهما صالحاً) ان دو بچوں کا باپ نیک تھا ان حضرات پر زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے ساری قومیں گمراہ ہو سکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد کے لئے دعا خیر فرمائی تھی۔

وَمِنْ ذُرِيَّتَنَا اُمَةً مُسْلِمة لک

امام مہدی سید ہی ہوں گے جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

ان سادات پر ہم ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ وَعَلٰی آل محمدٍ

صواعق المحرقہ میں فرمایا خلافت ظاہری اگرچہ اہل بیت سے منتقل ہو جائے گی مگر خلافت باطنی تا قیامت سادات میں رہے گی چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہوگا سید حضرات اللہ کی رسی ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ سادات کا ادب واحترام ایمان کا پہلا رکن ہے اگر سید سے کوئی گناہ بھی ہو جائے تو سید کو برا نہ سمجھے بلکہ اس گناہ کو برا

سمجھے اگر حاکم وقت کے پاس کوئی سید زادہ کسی جرم میں گرفتار ہو کر آئے جس جرم پر شرعی سزا قائم کرنا لازم ہو تو حاکم یہ سمجھ کر اس پر حد شرعی جاری کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گیا ہے اسے صاف کر رہا ہوں غرضیکہ سادات کا نہایت ہی زیادہ ادب واحترام کرنا چاہئے۔

(سیرت امیر معاویہ، مفتی احمد یار خان نعیمی)

حضرت جنید بغدادی کا عشق اہلبیت

عدم سے جو آتے ہیں عدم کو لوٹ جاتے ہیں
کوئی خوشبخت رہ جاتا ہے زینت داستاں بنکر

جنید نامی خلیفہ بغداد کا درباری پہلوان مملکت کی ناک کا بال تھا وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے قد و قامت کے لحاظ سے منفرد اور شخصیت کے رعب اور دبدبے کا یہ حال تھا کہ وقت کا بڑے سے بڑا جیوٹ بھی نظر ملانے کی تاب نہیں رکھتا تھا ساری مملکت میں جنید کا کوئی مقابل اور حریف نہیں تھا اب جنید کا مصرف سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ خلافت بغداد کی شاہانہ سطوت کا ایک واضح نشان تھا وہ بن سنور کر خلیفہ کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔

دربار لگا ہوا تھا مملکت کے وزراء اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے جنید بھی مخصوص انداز میں تشریف فرما تھے کہ ایک چوبدار نے آکر اطلاع دی کہ صحن کے دروازے پر ایک لاغر اور نیم جان شخص کھڑا ہے صورت و شکل کی پراگندگی لباس اور پیراہن کی شکستگی سے ایک فقیر معلوم ہوتا ہے

ضعیف ہے مصائب سے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ زمین پر کھڑے رہنا مشکل ہے لیکن اس کی آواز کے تیور اور پیشانی کی شکن سے فاتحانہ کردار کی شان ٹپکتی ہے۔

آج صبح سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو کہ میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں قلعہ کے پاسبان اسے سمجھاتے ہیں کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات مت کرو جس کی ایک پھونک سے تم اڑ سکتے ہو اس سے کشتی لڑنے کا خواب پاگل پن ہے لیکن وہ ضد کر رہا ہے کہ پیغام شاہی دربار تک پہنچا دیا جائے۔ پیغام سن کر اہل دربار کے اندر ایک اس اجنبی شخص کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اسے حاضر کیا جائے وہ اس حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے بڑی مشکل سے وہ دربار میں آ کر کھڑا ہوا۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ وزیر نے دریافت کیا۔

جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ اجنبی نے جواب دیا۔

کیا تم کو علم نہیں کہ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے زور آوروں کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا ہے ساری ریاست میں کوئی اس کے ہمسر نہیں ہے اس وجہ سے ایسی بات کے لئے اصرار مت کرو۔

جنید کی شہرت ہی مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ میں آپ کے اس وہم کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ جنید کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔

قد و قامت اور بازوؤں کو کس بل ہی فتح و شکست کا معیار نہیں ہے

ذہانت بھی کوئی مقام رکھتی ہے۔ میرا دماغی توازن بالکل درست ہے۔ مجھے کسی ناصح کی حاجت بھی نہیں ہے اور بحث میں وقت ضائع کرنے کی بجائے مجھے مثبت یا منفی جواب دیا جائے۔ اجنبی شخص نے فاتحانہ تیور کے ساتھ جواب دیا۔

اطمینان رکھا جائے کہ میں مقررہ وقت پر حاضر ہو جاؤں گا۔

اجنبی کی جرأت گفتار پر سارا شہر حیران رہ گیا۔ یہ شخص پاگل بالکل نہیں ہے اس کا انداز گفتگو کسی پراسرار شخص کی نشاندہی کرتا ہے ہوسکتا ہے کہ اس کے پاس بڑا فن ہو جنید بھی اجنبی کو حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور ان کو اس آدمی میں کوئی فن والی بات نظر نہیں آرہی تھی، وہ حیران تھے کہ آخر کس چیز نے اس کو اتنا بہادر بنا دیا ہے۔ اس لئے مسئلہ بڑا پیچیدہ بن گیا تھا۔

خلیفۃ المسلمین کے اشارے پر اہل دربار کی رائے دریافت کی گئی تمام کی رائے سے طے پایا کہ اس اجنبی شخص کا چیلنج قبول کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس اجنبی شخص کا چیلنج قبول کرلیا گیا اور ساری مملکت میں اعلان کردیا گیا۔

اپنے زمانے میں جنید کا کوئی مدمقابل نہیں ہے یہ بات لوگوں کے دلوں میں گھر کرچکی تھی اور سب حیران تھے اعلان سن کر کچھ لوگوں کی رائے تھی وہ محض ڈرامہ ہے کچھ کہتے تھے نہیں وہ ضرور مقابلہ کرے گا اس میں بڑا جذبہ تھا غرضیکہ جتنے منہ اتنی بات تاریخ قریب آرہی تھی لوگ

سوچ رہے تھے کہ پہاڑ اور تنکے کے درمیان مقابلہ ہے شور ہنگامہ سے فضا اتنی بوجھل تھی کہ جنید بھی عالم تحیر میں کھوئے سے رہنے لگے تھے ان کو اندر سے کوئی چیز بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھے ان کو شاہی دربار سے دوری پسند آنے لگی تھی جنید کا اڑا اڑا رنگ دیکھ کر لوگوں میں چرچا عام تھا کہ اب مقابلہ اتنا پراسرار ہے کہ جنید پر بھی نامعلوم سا رعب طاری ہے۔ قریبی ملکوں کے سیاح اور تماشائی بھی مملکت میں آچکے تھے اب وہ شام آ گئی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا جنید کی ساری رات بے جہتی میں گزر گئی ان کا دل ڈوب رہا تھا جو سب پر بھاری تھا۔ آج اس کے دل میں رہ رہ کر خیال آ رہا تھا کہ اس کے فاتحانہ تیور کے پیچھے کوئی طاقت ضرور ہے۔ کوئی طاقت ضرور اس کی مدد کر رہی ہے ورنہ اس میں تو اتنی ہمت ہی نہیں ہے۔

اسی طرح رات بسر ہو گئی۔

بغداد کا سب سے بڑا میدان تماشائیوں سے بھرا ہوا ہے اکھاڑے کے اردگرد کرسیاں لگی ہوئی ہیں یہ مملکت کے عمائدین کے لئے تھیں۔ بادشاہ کی سواری آنے والی تھی جنید بھی بادشاہ کے ساتھ تشریف لائے اب سب آچکے تھے کہ صرف اس اجنبی شخص کا انتظار تھا۔

جنید کے حمایتی نعرہ بازی کر رہے تھے کہ اب وہ نہیں آئے گا جنید سے مقابلہ اتنا آسان نہیں ہے وہ سب کو دھوکہ دے کر چلا گیا آنا ہوتا تو اب تک وہ آ چکا ہوگا۔ کوئی کچھ کہہ رہا تھا کہ کوئی کچھ کہہ رہا تھا لیکن کچھ

لوگ اس اجنبی شخص کے بھی حامی تھے ان کے دل بھی پریشان ہو گئے تھے ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ابھی وقت مقرر میں کچھ وقت باقی ہے اس لئے آخری فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے ہوسکتا ہے کہ کوئی مصیبت ہو ان کو وقت گزر جانے کے بعد اگر وہ نہ آئے تو پھر وہ قابل مذمت ہیں۔

جنید کے حامی تو نعرہ لگا رہے تھے پر جنید کا دل بیٹھا جا رہا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا وہ کسی گہرے خیال میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

مجمع کا اضطراب اب قابو سے باہر ہونے لگا تھا۔ قریب تھا کہ وزیر کھڑا ہو کر اعلان کرتا مجمع میں سے کسی شخص کی آواز آئی وہ دیکھو وہ گرد نظر آ رہی ہے ہوسکتا ہے وہی اجنبی شخص ہو چند ہی لمحے بعد گرد صاف ہوئی تو دیکھا کہ ایک کمزور اور لاغر انسان پسینے سے شرابور بھاگتا ہوا آ رہا ہے اور لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے تمام لوگ خوشی سے نعرہ بازی کرنے لگے سب اس اجنبی کو دیکھنے کے لئے بے قابو تھے بڑی محنت کے بعد میدان میں پہنچا تھا جنید کے ہمنوا مطمئن تھے کہ ابھی چند منٹ میں سب کا سب ظاہر ہو جائے گا۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا اعلان ہوتے ہی جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے وہ اجنبی بھی کمر کس کر ایک کنارے پر کھڑا ہو گیا حضرت جنید نے مقابلہ کے لئے پنجہ بڑھایا کہ اجنبی شخص کی آواز آئی کان قریب لائیں مجھے کچھ کہنا ہے۔ اس آواز میں ایسا جادو تھا کہ جنید پر سحر طاری ہو گیا

کان قریب کرتے ہوئے کہا فرمایئے۔

اجنبی کی آواز گلوگیر ہوگئی بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں زمانے کا ستایا ہوا ایک آل رسول ہوں سیدہ فاطمہ کا چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتے سے جنگل میں پڑا ہوا ہے سید زادیوں کے جسم پر کپڑے بھی سلامت نہیں کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہیں ہر روز یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی انتظام کرکے آؤں گا مگر خاندانی غیرت کسی کے سامنے منہ نہیں کھولنے دیتی فاتح خیبر کا خون ہاشمی رگوں میں سوکھتا جارہا ہے میں نے تمہیں اس لئے چیلنج کیا ہے کہ آل رسول کی جو عزت تمہارے دل میں ہے اس کی آبرو رکھ لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا۔

فاطمی چمن کی مرجھائی ہوئی کلیوں کی اداسی اب دیکھی نہیں جاتی جنید! عالمگیر شہرت و اعزاز کی ایک قربانی سوکھے، چہروں کی شادابی کے لئے کافی ہے۔ یاد رکھو آل رسول کے خانہ بدوش قافلہ کی حرمت اور آسودگی کے لئے تمہاری عزت و ناموس کا ایثار کبھی رائیگاں نہیں جائے گا ہمارے خاندان کی روایت تجھے معلوم ہے ہم احسان کا بدلہ زیادہ دیر قرض نہیں رکھتے۔ یہ چند جملے جنید کے دل میں نشتر کی پیوست ہوگئے پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہوگئیں بڑی مشکل سے جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو پاتے ہوئے کہا کشور عقیدت کے تاجوار میری ناموس کا اس سے

بہتر مصرف کیا ہوسکتا ہے کہ اسے تمہارے قدموں میں کی اڑتی ہوئی خاک پہ نثار کردوں اگر آپ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے میرے خون کا آخری قطرہ بھی کام آجائے تو میں اسے سعادت سمجھوں گا۔

اے خوشا نصیب کل میدان محشر میں سرکار اپنے نواسوں کے زرخرید غلاموں میں کھڑا ہونے کا اعزاز عطا فرما دیں۔ اتنا کہنے کے بعد جنید للکارتے ہوئے مقابلہ کے لئے بڑھے سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے سارا مجمع نتیجہ کے انتظار میں کھڑا تھا تھوڑی دیر بعد جنید نے ایک پینترا مارا اور جنید کے حامیوں نے نعرہ ہائے تحسین بلند کیا لیکن آنکھیں کھلی تو دیکھا کہ جنید چارے شانوں چت لیتے ہوئے تھے اور سینے پر سیدہ کا کمزور لاغر جسم والا شہزادہ فتح کا پرچم بلند کررہا تھا ایک لمحے کے لئے سارے مجمع پر سکتے کی کیفیت طاری ہوگئی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں لوگوں نے سید کو کندھوں پر اٹھا لیا میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور انعام واکرام کی بارش ہورہی تھی شام تک فتح کا جلوس سارے شہر میں گشت کرتا رہا شام ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت اور انعامات کا ایک ذخیرہ لے کر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔

جنید اکھاڑے میں اسی شان سے لیٹے ہوئے تھے۔ اب ان کا کوئی ہمدرد نہیں تھا اور وہ ملامت کا انعام وصول کررہے تھے آج وہ توہین آمیز گفتگو اور طعنوں سے مسرور ہورہے تھے۔

ہجوم ختم ہونے کے بعد خود ہی اٹھے اور دولت خانہ پر تشریف لے گئے آج ان کی شکست کی ذلتوں کا سروران کی روح پر ایک خمار کی طرح چھا گیا تھا۔ رات کی سیاہ زلف کمر کے نیچے ڈھل چکی تھی۔ سارا بغداد محو خواب تھا۔ نماز عشاء پڑھنے کے بعد جنید جب اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا۔ کیا سچ مچ ایسا ہوسکتا ہے کہ سرکار کی نورانی انگلیاں میری پیشانی کو چھولیں۔ میں اپنی طرف دیکھتا ہوں تو خود کو اس قابل نہیں پاتا لیکن لاڈلوں کی ہٹ بھی تو کوئی چیز ہے اگر میدان محشر میں شہزادے مچل گئے تو رحمت عالم کو کیونکر گوارا ہوسکے گا کہ ان بچوں کے نازک دلوں پر کوئی ہلکی سی بھی آنچ آئے۔ سارے زمانے میں آل رسول کی زبان کا بھرم مشہور ہے۔ نبی زادوں کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا۔ کاش آج ہی قیامت آجائے اور وہ خوبصورت نظارہ آنکھوں کے سامنے ہوتا۔ اور جب تک زندہ رہوں گا قیامت کے لئے ایک ایک دن گننا پڑے گا۔ یہ طویل مدت کیسے کٹے گی یہ سوچتے ہی جنید کی آنکھوں میں نیند کا ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ دوسری دنیا میں پہنچ گئے وہ ایک خوبصورت منظر کا مشاہدہ کررہے تھے کہ تھوڑی دیر بعد سنہری جالیوں سے ایک روشنی کی کرن پھوٹی اور مدینے کا آسمان روشنی سے معمور ہوگیا پھر ایسا معلوم ہوا جیسے نور کا بادل مدینے سے بغداد کی طرف آرہا ہے۔ فضا نکھرتی گئی اندھیرا ختم ہوگیا قریب آتے آتے

رحمت و تجلی کا وہ قافلہ بغداد شہر کے آسمان پر جگمگا رہا تھا۔ چند لمحے بعد وہ نیچے اترنا شروع ہوا درختوں کی شاخیں سجدے میں گر پڑیں، صبا نے خوشبو اڑائی، سحر نے اجالا کیا، رحمتوں نے فرش بچھائے اور جنید کے صحن کا چپہ چپہ معمور ہوگیا۔ دل کیف و سرور میں ڈوب گیا، فضا الصلوۃ و والسلام علیک یا رسول اللہ کے نغموں سی گونج اٹھی۔ عالم بے خودی میں جنید سرکار دو عالمؐ کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکارؐ نے رحمتوں کے جلوس و ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔ جنید اٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا مشاہدہ کرلو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لئے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔

سر اٹھاؤ تمہارے لئے فتح اور کرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تجھ کو عرفان و تقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا ہے۔ تجلیات کی بارش میں اپنی ننگی پیٹھ کا غبار اور چہرے کے گرد کا نشان دھو ڈالو۔ اب تمہارے رخ تاباں میں خاندان گیتی ہی کے نہیں عالم قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھ رہے ہیں۔ بارگاہ خدا سے گروہ اولیا کی سروری کا اعزاز تمہیں مبارک ہو۔ ان کلمات کو ادا فرمانے کے بعد جنید کو سرکار نے سینے سے لگا لیا اور جنید کو کیا عطا فرمایا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔ جاننے والے بس اتنا ہی جان سکے کہ صبح جب جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی سے نور کی کرنیں لہرا رہی تھیں۔

آنکھوں سے عشق و عرفان کے پیمانے لہرانے لگے تھے لبوں کی

جنبش پر کارکنان قضا و قدر کے پہرے بٹھا دیئے نفس نفس میں عشق کی دھکتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی۔ کل شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا آج اس کی راہ میں پلکیں بچھی جا رہی تھیں جو کل اکیلا گھر آیا تھا آج اس کے ساتھ ایک کاروان تھا ایک ہی رات میں عالم زیرو زبر ہوگیا۔ خواب کی بات باد صبا نے گھر گھر پہنچا دی۔ طلوع سحر سے پہلے ہی جنید کے دروازے پر درویشوں کے بھیڑ لگی تھی جونہی باہر نکلا خراج عقیدت کے لئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں۔ خلیفہ بغداد نے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت اور پشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک نظر اٹھائی اور لرزتے دلوں کو سکون عطا فرما دیا۔ پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی۔

گروہ اولیا کی سرداری کا اعزاز مبارک ہو۔

منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نخیف و نزار آلِ رسول فرطِ خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا سید الطائفہ کی مبارکباد سے گونج اٹھی۔

(زلف زنجیر)

خم ہے سر انسان تو حرم میں کچھ ہے
یہ لوگ اشک بہاتے ہیں تو غم میں کچھ ہے
بے وجہ کوئی کسی پہ نہیں مرتا نصیرؔ
ہم پہ کوئی مرتا ہے تو ہم میں کچھ ہے



خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسولؐ

خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسولؐ

گناہ بندہ بخش اے خدائے آل رسولؐ

برائے آل رسولؐ از برائے آل رسولؐ

(امام احمد رضا بریلوی)

Printed by: NOORI BOOK DEPOT. Lahore. Cell: 042-7112917